DifaAhleSunnat.com
دفاع اہل سنت والجماعت دیوبند

بے نمازی

مقام عبرت

مولانا طارق جمیل

عمر پبلیکیشنز
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

U/0048/10-02-S/R

نام کتاب	:	بے نمازی مقام عبرت
از	:	مولانا طارق جمیل مدظلہ
ترتیب و تدوین	:	حافظ محمد سلمان صاحب
باہتمام	:	حافظ محمد احمد چوہدری
ناشر	:	عمر پبلی کیشنز، فسٹ فلور یوسف مارکیٹ 38۔ اردو بازار، لاہور۔فون: 7356963
اشاعت	:	اکتوبر 2002ء
قیمت	:	15 روپے

بے نمازی مقام عبرت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد ! فاعوذ باللّٰہ من شیطان الرجیم () بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم () فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مثۡقَل ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ () وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًا یَّرَہٗ () و قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا فعملو و انتم من اللّٰہ علیٰ حضروا عملو انکم معرضون علی اعمالکم فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مثۡقَل ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ () وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًا یَّرَہٗ () او کما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

میرے بھائیو: اس وقت ساری دنیا کے انسان، کیا کافر، کیا مسلمان، وہ من چاہی زندگی پر چل رہے ہیں، جو جی میں آیا وہ کرنا ہے، اور جو جی میں نہیں آیا وہ نہیں کرنا، اپنی من چاہی زندگی کا دستور یہ گزشتہ تین سو سالوں سے باطل کی محنت ہوتے ہوتے، وہ ہمیں اس وقت یہاں تک پہنچا چکے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اثر لینا یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اثر لینا، یا آخرت سے اثر لینا ہمارے دلوں سے مٹ چکا ہے یا بہت دھندلا ہو چکا ہے۔

یَعۡلَمُونَ ظَاھِرا مِّنَ الۡحیٰوۃِ الدُّنیا۔

بس یہ دنیا کے چار دن ہی ہمیں اچھے لگ رہے ہیں۔

وَ ھُمۡ عَنِ الۡاخِرَۃِ ھُمۡ غَا فِلُوۡنَ۔

اور موت کے بعد جو آنے والی زندگی ہے۔ اس سے یہ سارا جہان غافل ہے۔

خالق کائنات:

یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے، یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، عرش و فرش اللہ تعالیٰ کا ہے، یہاں وہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، یہاں وہ نہیں ہوگا جو دنیا کے بادشاہ چاہتے ہیں، صدر، وزیر، فوجیں چاہتی ہیں۔ بلکہ "اِنَّ الۡاَمۡرَ کُلَّہٗ لِلّٰہ" ساری حکومت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ "من قبل" شروع سے ہے اور "من بعد" آخر تک ہے، اور وہ ایسی حکومت والا ہے کہ جس کو زوال کوئی نہیں۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْن۔

جس کا مقابل کوئی نہیں۔

مَا كَانَ مَعَه' من اله۔

جس کا کوئی شریک نہیں۔

لَمْ يَتَّخِذْ صَا حِبَةً وَّ لَا وَلَدًا وَ لَمْ يَكُنْ لَّه' شَرِيْكُ فِيْ الْمُلْكِ۔

جو کسی سے پیدا نہیں ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوتا ہے۔

لم يلد ولم يولد۔

سارے جہاں کو بنایا خود بننے سے پاک ہے۔

سارے جہاں کو مارتا ہے، مارتا رہے گا، خود موت سے پاک ہے، سب کو بنایا خود بننے سے پاک ہے۔
سب کو مارا مرنے سے پاک اپنے ارادوں میں وہ کامل ہے۔

مَا شَاء اللّٰه كَانَ۔

وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَمَا لَمْ يَشَا لَمْ يَكُن۔

اور وہ نہ چاہے تو کوئی کروا ہی نہیں سکتا۔

وما تشالون الا ایشاء اللّٰہ رب العلمین۔

تم بھی اللہ کے محتاج ہو، تمہارا چاہا بھی اس وقت پورا ہوگا جب اللہ تعالیٰ بھی چاہ لے گا۔

فرعون کی ساری طاقت لگی کہ موسیٰ علیہ السلام کو ذبح کرنا ہے، اللہ کا ارادہ ہے کہ ہم نے زندہ رکھنا ہے، اتنی کثرت سے بچے قتل ہوئے

کہ اس کی اپنی قوم نے کہا کہ حکومت کس پر کرنی ہے؟

ایک سال چھوڑو ایک سال مارو، جس سال چھوڑتا تھا اس سال ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، جس سال قتل کرتا تھا، اس سال موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، حالانکہ اس کے برعکس کرتا تا کہ معاملہ آسان ہوتا، لیکن اللہ کی قدرت کو کون جانتا ہے، پھر ایسا نظام چلایا کہ اس کو پانی میں ڈلوایا، پانی سے فرعون کے دربار میں پہنچایا، امّ موسیٰ، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ غمگین، جب یہ دریا میں ڈالوں گی تو یا ڈوبے گا یا مرے گا اور اس سے بچانا چاہتی ہوں تو یہ موت میں جا رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم۔

اسے دریا میں ڈالو، وہ دریا اسے کہاں لے جائے گا؟

فلیلقه الیم بالساحل۔

وہ دریا اسے ساحل پہ پھینکے گا، وہاں سے کیا ہوگا؟

یا خذه عدولی۔

میرا دشمن فرعون پکڑ لے گا۔

'وعدولہ' اس کا بھی دشمن ہے، اس کو پکڑ لے گا، تو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے جی میں آیا، یا اللہ! جس سے بچانا ہے، وہی اس کو پکڑے گا تو پھر بچے گا کیسے؟

وہ تو اس کو دیکھتے ہی ذبح کر دے گا، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لس تخاافی و لا تحزنی۔

نہ اس کی موت کا غم کھا، نہ اس کی موت کا خوف کھا، نہ اس کی جدائی کا غم کھا۔

انا را دوه الیك۔

تو دیکھے گی میں اسے واپس تیری گود میں لوٹاؤں گا۔

وجالوہ من المرسلین۔

میں تیری زندگی میں اسے رسول بنا دوں گا۔

یہ دونوں کام تو دیکھ کر مرے گی، اس سے پہلے نہیں مرسکتی، وہ فرعون کی گود میں جائے یا تپتی آگ میں گرے، یا وہ طوفانی موجوں میں گرے، بچانا جب تیرے اللہ کا ارادہ ہوجاتا ہے تو کائنات کا ہر سبب پھر حفاظت میں استعمال ہوتا ہے، پھر ہلاکت میں استعمال نہیں ہوسکتا ہے۔

جب وہ ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو حفاظت کے اسباب بھی موت کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

جب وہ عزت کا ارادہ کرتا ہے تو ذلت کے اسباب بھی عزت کا ذریعہ بنتے ہیں۔

جب وہ ذلیل کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو عزت کے اسباب میں سے ذلت نکلنا شروع ہوجاتی ہے۔

جب محبتیں لاتا ہے تو نفرتوں میں سے محبتیں نکال کے دکھاتا ہے۔

جب نفرتیں لاتا ہے تو محبتوں کو نفرتوں میں بدل کے دکھاتا ہے۔اس کائنات میں حکومت اللہ تعالیٰ کی ہے، یہاں وہ ہوگا جو اللہ چاہتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش:

ساری کی ساری نمرود کی طاقت استعمال ہوئی کہ ابراہیمؑ کو آگ میں جلادو۔لکڑیاں اکٹھی ہوئیں، ڈھیر لگایا گیا، اور ایسی آگ دہکی کہ اوپر سے اڑنے والا پرندہ بھی اس میں گر کے راکھ ہوجائے۔

اب ابراہیم علیہ السلام کو پھینکنے کا وقت آیا تو آگ کے قریب جائے گا کون؟ راستہ ہی کوئی نہیں، ابراہیم علیہ السلام سے

کہنے لگے خود چلا جا۔ وہ کہنے لگے میں کیوں جاؤں؟ تم نے جلانا ہے، پھینکو مجھے۔اب پھینکنے کا طریقہ کوئی نہیں، قریب جائیں تو خود جلتے ہیں۔شیطان نے ایک ہتھیار بناکے دیا، غلیل کی طرح، اس میں اتار کے پھینکا، کپڑے اتارے، رسیوں سے باندھا، جب ہوا میں اڑے تو جبرائیل دائیں طرف آگئے اور پانی کا فرشتہ بائیں طرف آگیا، درمیان میں ابراہیم علیہ السلام، اِدھر جبرائیل علیہ السلام اُدھر پانی کا فرشتہ اور ابراہیم علیہ السلام خاموش ہیں بس اتنا کہہ رہے ہیں:

حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل۔

اس سے آگے کچھ نہیں بول رہے اور اُدھر پانی کا فرشتہ اس انتظار میں ہے کہ ابھی اللہ تعالیٰ فرمائے گا پانی ڈالو، آگ بجھاؤ، اِدھر جبرائیل علیہ السلام اس انتظار میں ہیں کہ یہ مجھ سے کچھ کہیں تو میں آگے کروں، تو جب دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام بولتے نہیں ہیں تو وہ بے قرار ہو گئے کہ یہ آگ میں جل جائیں گے؟ جبرائیل علیہ السلام بھی یہی جانتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے، کہنے لگے:

ابراہیمؑ آپ کو میری کوئی ضرورت نہیں؟ تو فرمایا 'اما الیک فلا' ضرورت ہے، پر مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں۔ 'اما الی اللّٰہ فنعم' بے شک اللہ کا ضرور محتاج ہوں پر تیرا محتاج کوئی نہیں ہوں۔ آگ میں جا رہے ہیں۔ جب جبرائیل علیہ السلام سے نظر ہٹ گئی اور پانی کے فرشتے سے بھی نظر ہٹ گئی تو اللہ تعالیٰ نے براہ راست آگ کو حکم دیا۔

یا نار کونی برا دا و سلام علیٰ ابراھیم۔

اے آگ ٹھنڈی ہو جا، سلامتی کے ساتھ، میرے ابراہیمؑ پر۔

تو اللہ جل جلالہ نے ایسا ٹھنڈا فرمایا کہ شعلوں کو گود بنا دیا، شعلوں نے ابراہیم علیہ السلام کو گود میں لے لیا۔ جیسے ماں بچے کو چارپائی پر لٹاتی ہے ایسے آرام سے انگاروں پر بٹھا دیا آگ کو شفاف بنا دیا، یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر، جو جانی دشمن اور قتل کے درپے تھا جب اس کی نظر پڑی تو اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

نعم الرب ربك یا ابراھیم۔

اے ابراہیم! تیرے رب کے کیا کہنے، کیا ہی زبردست تیرا رب ہے۔

آخری فیصلہ اللہ کا ہے

میرے بھائیو! کائنات میں جو بھی شکل ہے، جو بھی صورت ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کے تابع ہے، اللہ تعالیٰ کی چاہت سے استعمال ہوتی ہے، اس جہان میں فیصلہ اللہ تعالیٰ کا حتمی چلتا ہے، جو زمین کو کہے گا وہ کرے گی، جو آسمانوں کو کہے گا وہ کریں گے، جو ہواؤں کو کہے گا وہ کریں گی، جو پانیوں کو کہے گا وہی ہوگا، ساری کائنات میں آخری فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

میرے بھائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانی زندگی کے حالات کو اس کے اعمال کے ساتھ جوڑا ہوا ہے، ساری دنیا کی طاقتیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو نہیں بدل سکتیں، جب لوگوں کے اعمال بگڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حالات کو بھی برباد کرتا ہے اور آخرت کو بھی برباد کرتا ہے، مال نے نہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہلے عزت دلائی نہ آج عزت دلاسکتا ہے دنیا کے اقتدار نے نہ پہلے کسی کو کامیاب کیا نہ آج کسی کو کامیاب کرسکتا ہے۔

انسانیت آج اللہ کوللکارہی ہے

بھائیو! آج یہ دھوکہ ہے کہ ہم اپنی من چاہی پر چل رہے ہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کے دستور کا پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کن چیزوں سے راضی ہے، کن چیزوں سے ناراض ہے، کس پر اس کی پکڑ آتی ہے، کس پر وہ معاف کرتا ہے، اس لئے یہ ساری دنیا کے انسان انتہائی خطرے میں چل رہے ہیں کہ وہ سارے اعمال جن پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے وہ پوری دنیا میں ہیں، ہر محلے میں ہیں، ہر بازار میں ہیں، پورے پاکستان میں ہیں، پوری دنیا میں ہیں، پورے چھ براعظم میں پھیلی ہوئی انسانیت آج اللہ تعالیٰ کو للکار رہی ہے اور کبیرہ گناہوں کے ساتھ زمین کو بھر دیا ہوا ہے۔

ظہر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس۔

اور اللہ اپنی سنت، قرآن کے ذریعے سے بتاتا ہے کہ جب تم جیسی قوموں نے، تمھارے جیسے اعمال اختیار کئے تو سنو:

قوم نوح پر :عذاب

ایک قوم تم سے پہلے آئی، نوح علیہ السلام کی، جنہوں نے زمین کو کفر سے بھر دیا، الٹا میرے نبیؑ سے کہنے لگے۔

فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصدقین۔

وہ عذاب لاؤ، جس سے تم ہمیں ڈراتے تھے اور وہ عذاب لاؤ جس کا تم نے وعدہ کیا ہوا ہے۔

پھر ہمارا وہ دن آیا۔

فتحنا ابواب السماء بماء منھمر و فجرنا لارض عیو نا فالتقی الماء علی امر قد قدر۔

آسمان کے دروازے کھولے، زمین کو چشمہ بنا دیا۔

یہ نہیں کہا کہ زمین سے پانی نکالا، کہا:

فجرنا الارض عیونا۔

ہم نے پوری زمین کو چشمہ بنا دیا۔

روئیں روئیں سے پانی اُبلنے لگا اور آسمان سے پانی گرا، زمین سے پانی نکلا اور ساری کائنات میں وہ پانی پھیلا، ایک تفسیر میں، میں نے پڑھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس دن کسی پر رحم کرتا تو ایک عورت پر رحم کرتا جو بچے کولے کے بھاگ رہی تھی کہ کوئی جائے پناہ ملے اور میں بچ جاؤں اور وہ بھاگتے بھاگتے ایک اونچے پہاڑ پر چڑھی، جس سے اونچا پہاڑ کوئی نہیں تھا، پیچھے سے پانی آیا، اس نے پہاڑ کو جوڑ بویا پھر اس کے پاؤں پر چڑھا، پھر اس کے سینے پر آیا، پھر اس نے بچے کو اوپر کر لیا پھر اس کی گردن تک آیا تو اس نے بچے کو اپنے سر سے اوپر کر لیا کہ شاید بچہ بچ جائے پر پانی کی موج نے نہ بچے چھوڑے نہ بڑے چھوڑے، سب کو برابر کر دیا، یہاں تک کہ نوحؑ کے اپنے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے غرق کر دیا۔

و حال بینھم الموج فکان من المغرقین۔

تین آدمی ایک غار میں چھپ گئے اور اوپر پتھر رکھ لیا کہ یہاں تو پانی نہیں آئے گا، چاروں طرف جو پانی کا تماشہ دیکھا تو اندر بیٹھ گئے، تھوڑی دیر میں تینوں کو تیز پیشاب آیا اور بے قرار ہو کر پیشاب کرنے بیٹھ گئے، اللہ تعالیٰ نے پیشاب کو جاری کر دیا اور

۔

وہ پیشاب کرتے کرتے، اپنے ہی پیشاب میں غرق ہو کے مر گئے۔

جو کام قوم نوح کیا کرتی تھی وہ کام آج ہو رہے ہیں، ساری دنیا میں ہو رہے ہیں۔

قوم عاد پر عذاب

قوم عاد آئی، بڑی طاقتور، یہاں تک کہ للکارنے لگے۔

من اشد مناقوۃ

کوئی ہے ہم سے بڑا طاقتور۔

تو لاؤ نا ہمیں جس سے ڈراتے ہو؟

ان يقول الا اعتراك بعض الهتنا بسوء

ہمارے خداؤں نے تیری عقل خراب کر دی ہے، ہم سے تو بڑا کوئی طاقتور نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اولم يرو ان الذی خلقهم هو اشد منهم قوة۔

ائے ھوؔدا نہیں بتاؤ، جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، وہ تم سے زیادہ طاقتور ہے۔

تو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ حجت پوری ہوئی اور وہ اپنے تکبر میں بڑھتے رہے، نافرمانی میں بڑھتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کا دروازہ کھولا، قحط آ گیا، انسان ایسے بھوکے اور وہ انسان ہماری طرح تو نہیں تھے بلکہ چالیس ہاتھ قد ہوتا تھا، تیس ہاتھ قد ہوتا تھا، آٹھ سو سال نو سو سال عمر ہوتی تھی، نہ بوڑھے ہوتے تھے نہ بیمار ہوتے تھے، نہ دانت ٹوٹتے نہ کمزور ہوتے، نہ نظر کمزور ہوتی، جوان تندرست توانا، صرف موت آتی تھی، اس کے علاوہ انہیں کچھ نہیں ہوتا تھا۔

اب ان کو بھوک بھی زیادہ لگی اور وہ اپنی ضرورتوں کا غلہ بھی کھا گئے، حلال بھی کھا گئے، حرام بھی کھا گئے، پھر کتے بھی کھا گئے،

بلے بھی کھا گئے، چوہے بھی کھا گئے، جو چیز ہاتھ میں آئی، سانپ بھی کھا گئے۔ ہر چیز کھا گئے پر نہ بارش کا قطرہ گرا، نہ زمین سے دانہ پھوٹا، یہاں تک کہ درخت توڑ توڑ کے ان کے پتے بھی چبا گئے، قحط دور نہ ہوا تو پھر انہوں نے ایک وفد بیت اللہ بھیجا کہ ہمیں بارش دو۔ جب مصیبت آتی تھی تو اوپر والے کو پکارتے تھے، جب وہ کام کر دیتا تھا تو پھر سرکش ہو جاتے تھے، پھر انہیں پتھروں کو پوجنے لگتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ نے تین بادل سامنے کیے، آواز آئی، ان میں سے ایک کا انتخاب کرو، ایک سفید، ایک سرخ اور ایک کالا۔ اب آپس میں کہنے لگے، سفید تو خالی ہوتا ہے، سرخ میں ہوا ہوتی ہے، کالے میں پانی ہوتا ہے۔ پس انہوں نے کہا یہ کالا بادل چاہئے، آواز آئی کہ پہنچے گا، یہ واپس پہنچے، انہوں نے کہا بارش ہوگی، پھر ساری قوم اکٹھی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وہ بادل بھیجا۔

فلما راوه عارضا مستقبل او ديتهم۔

وہ بادل آیا کالا، کہنے لگے :

هذا عارض ممطرنا۔

وہ دیکھو آئی بارش۔

تو اللہ نے کہا:

بل هوا ما استعجلهم به۔

یہ بارش نہیں ہے، یہ وہ عذاب ہے جو تم ھودؑ سے کہتے تھے۔

کون ہے ہم سے بڑا جو ہمیں کچھ کر لے؟ اب تیار ہو جاؤ۔

ريح فيها عذاب اليم تدمر كل شئى بامر ربها۔

اب دیکھو کیسے تمہارا رب تمہیں اُڑاتا ہے۔

ان کے گھروں کو ہوا نے اُڑا دیا، ان کو ہوا نے اُڑا دیا، ساٹھ ساٹھ ہاتھ اونچے قد کے لوگ اور تنکے کی طرح ہوا میں اُڑ رہے تھے اور ان کے سروں کو آپس میں ہوا ٹکرا رہی تھی، وہ گھومتے تھے، سر ٹکراتے تھے، بعض لوگ بھاگ کے غاروں میں چھپ گئے، تو ہوا کا بگولہ ایسے زوردار طریقے کے ساتھ غار کے اندر جاتا اور پھر ایک دھماکے کے ساتھ ان کو باہر نکالتا، پھر ان کو ہوا میں اچھال دیتا گیند کی طرح، پھر ان کے سر آپس میں ٹکراتے ٹکراتے ان کی کھوپڑیاں پھٹ گئیں اور ان کے بھیجے ان کے چہروں پر نکل آئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُلٹا کے ان کو زمین پر مارا، سر الگ ہو گیا، دھڑ الگ ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے للکار کے پوچھا۔

فهل ترا لهم من باقيه۔

کوئی ہے باقی تو دکھاؤ، کہ اس کا بھی صفایا کر دوں، کوئی نظر نہ آیا، سب کو اللہ تعالیٰ نے مٹایا۔ جو کام قوم عاد کرتی تھی وہ کام آج پوری دنیا میں ہو رہے ہیں۔

قوم ثمود پر عذاب:

پھر ایک قوم ثمود آئی۔ انہوں نے سنا تھا کہ قوم عاد کو ہوا نے اڑا دیا تھا، تو انہوں نے پہاڑ کے اندر گھر بنائے کہ اندر ہمیں کون کچھ کہے گا۔ اندر تو ہوا جا ہی نہیں سکتی، جائے گی بھی تو کہاں تک اندر جائے گی۔ نافرمانی نہیں چھوڑی، الٹے کام کو چل پڑے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہوا نہیں بھیجی، ایک فرشتہ آیا (بھیجا)۔

مکر و مکرا۔
انہوں نے مکر کیا۔

و مکرنا مکرا۔
ہم نے ان کے مکر کو توڑ دیا۔

فانظر کیف کان عاقبة مکرھم۔
آج ان کا انجام دیکھو۔

انّا دمرنھم و قومھم اجمعین فتلك بیوتھم خاویة بما ظلموا ان فی ذالك لایة لقوم یعلمون و انجینا الذین امنو و کانو یتقون۔

اللہ تعالیٰ نے کہا، یہ دیکھو! ایک فرشتہ آیا، اس نے چیخ ماری اور ان کے کلیجے پھٹ گئے، چہرے نیلے اور کالے ہو گئے اور ساری قوم کو اللہ تعالیٰ نے آن کی آن میں ہلاک کر دیا۔

تاجر قوم کا واقعہ:

پھر اس پر قوم شعیبؑ کا اللہ تعالیٰ نے قصہ سنایا، یہ تاجر قوم تھی۔ فیصل آباد کے بازاروں میں جو ناپ تول میں کمی ہے وہ وہاں ہو رہی تھی، جو جھوٹ ہے وہ وہاں چل رہا تھا، جو خیانت ہے وہ وہاں چل رہا تھا دکھانا کچھ اور، دینا کچھ اور، یہ وہاں چل رہا تھا، تولنے میں زیادہ، ناپنے میں زیادہ، یہ سارا کام جو کچھ ہو رہا ہے وہ وہاں ہوا اور بڑھتا گیا اور ساری دنیا کی تجارت انہوں نے قبضے میں کر لی اور شعیب علیہ السلام نے کہا کہ بھائیوں باز آ جاؤ۔

او فو الکیل و زنوا بالقسطاس المستقیم۔
صحیح تولو، صحیح ناپو، ناپ تول میں کمی نہ کرو۔

جواب آیا:

اصلاتك تامرك ان فترك ما یعبد اباء نا او انفعل فی اموالنا ما نشاء انك لانت الحلیم الرشید۔

اے شعیب! بس تو مسجد میں بیٹھ جا، ہمارے کاروبار میں دخل نہ دے، یہ تیری نمازیں ہمیں کہتی ہیں کہ ہم باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیں اور ہم اپنے کاروبار تیرے طریقے پر کریں گے تو ہم تو بھوکے رہ جائیں۔

اگر کسی سے آپ کہیں کہ بھائی دیانت سے تجارت کرو، تو وہ کہے گا میرا تو بجلی کا بل بھی ادا نہیں ہوتا، میں روٹی کہاں سے کھاؤں گا؟

میں نے ایک تیل والے سے کہا۔تم ملاوٹ کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا، اگر ملاوٹ کریں تو ایک ڈرم کے پیچھے پانچ سو روپیہ بچتا ہے اور خالص بیچوں تو پچاس روپے بچتے ہیں اور پچاس روپے سے میرا کیا ہوگا۔سبزی گوشت بھی نہیں آتا اور پانچ سو روپے سے تو کتنے دن گزر جاتے ہیں۔

تو یہی کچھ قوم شعیب نے کہا کہ:

اصلاتك تامرك ان فترك ما يعبد اباء نا او انفعل فى اموالنا ما نشاء

میاں شعیب اپنے گھر بیٹھ جا، ہمیں تیری تبلیغ نہیں چاہئے، ہمیں اپنا کاروبار کرنے دے۔

یہی آج کے بازاروں میں مسلمان کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یہ شریعت نہیں منظور، شریعت پر چلیں گے تو کاروبار کیسے ہوگا؟

جھوٹ نہ بولیں تو کام کیسے چلے گا؟

خیانت نہ کریں تو کام کیسے چلے؟

ناپ تول میں کمی نہ کریں تو کام کیسے چلے؟

سودی کام نہ کریں تو کام کیسے چلے؟

بنک نہ ہوں تو کام کیسے چلے؟

یہ سارے اعتراضات جو آج کے تاجر کرتے ہیں یا دوکاندار کرتے ہیں، یہ سارے اعتراضات حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے کئے کہ

پھر کاروبار کیسے چلے گا؟

منڈیاں کیسے چلیں گی؟

پھر تجارت کیسے چلے گی؟

بھائی ! ہم تو تجارت چلانے نہیں آئے، ہم تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہوئے تجارت ٹھپ ہوجائے، یا چل پڑے تو برکت سبحان اللہ، ہم اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ ہم نے روٹی کھانی ہے اور بچوں کو کھلانی ہے، ہم اس بات کے مکلّف ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کمانا ہے اور اس کے مطابق کھلانا ہے۔ اس میں کچھ بچے گا کھلائیں گے، نہیں بچے گا فاقہ کریں گے، بچوں کو بھی کہیں گے، تمہارا باپ نہیں دے سکتا، میں تمہاری خاطر دوزخ کی آگ کو برداشت نہیں کر سکتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بارہ بیٹے تھے۔ جب انتقال ہونے لگا تو ان کے سالے، مسلمہ بن عبدالملک کہنے لگے:

"امیر المؤمنین آپ نے بچوں پر بڑا ظلم کیا ہے

کہنے لگے، کیا ظلم کیا ہے؟

کہا، ان کے لئے جو چھوڑ کے جارہے ہیں وہ دو روپے فی کس ہے، آپ کے بچوں کو ترکے میں دو روپے (یعنی دو درہم) ملیں گے تو یہ کیا کریں گے؟ ان کا آپ نے کچھ نہ بنایا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ پر زہر نے اثر کرلیا تھا، کہنے لگے مجھے بٹھادو، تو انہیں بٹھا دیا گیا۔ کہنے لگے بات سنو!

"میں نے ان کو حرام کوئی نہیں کھلایا اور حلال میرے پاس تھا ہی نہیں لہٰذا میں اس کا مکلّف نہیں ہوں کہ ان کے لئے جمع کروں"

وہ کہنے لگے، ایک لاکھ روپیہ میں دیتا ہوں، میری طرف سے بچوں کو ہدیہ کردیں۔

کہنے لگے وعدہ کرتے ہو؟

کہا ہاں کرتا ہوں۔

کہنے لگے اچھا ایسا کرو، جہاں جہاں سے تم نے ظلم اور رشوت سے پیسہ اکٹھا کیا ہے نا، ان کو واپس کردو، میرے بچوں کو تمہارے پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر کہا میرے بچوں کو بلاؤ۔ سب کو بلا لیا گیا تو اس کے بعد ارشاد فرمایا!

اے میرے بیٹو! میرے سامنے دو راستے تھے۔ ایک یہ کہ میں تمہارے لئے دولت جمع کرتا، چاہے حلال ہوتی چاہے حرام ہوتی، لیکن اس کے بدلے میں دوزخ میں جاتا۔

دوسرا راستہ یہ تھا کہ میں تمہیں تقویٰ سکھاتا، اللہ سے لینا سکھاتا اور خود جنت میں جاتا۔ میرے بچو! میں تمہارا باپ دوزخ کی آگ نہیں برداشت کرسکتا، لہٰذا میں نے دوسرا راستہ سکھا دیا ہے، تقویٰ والا۔ جب کبھی ضرورت ہو میرے اللہ سے مانگنا، میرے اللہ کا وعدہ ہے :

و ھوا یتولی الصلحین۔

کہ میں نیکوں کا دوست ہوں، نیکوں کا والی ہوں۔

پھر اپنے سالے سے کہا:

مسلمہ، اگر میرے بیٹے نیک رہے تو اللہ تعالیٰ انہیں ضائع نہیں کرے گا اور اگر یہ نافرمان ہوئے تو مجھے ان کی ہلاکت کا کوئی غم نہیں ہے۔

پھر اس آسمان نے دیکھا کہ اموی شہزادے، مسلمہ کی اولادیں اور سلیمان بن عبدالملک کی اولادیں، جو اپنے ایک ایک بچے کے لئے اس زمانے میں دس دس لاکھ درہم چھوڑ کر مرے، ان کی اولاد مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ کے بھیک مانگا کرتی تھیں جیسے ابھی جمعے کے بعد بھکاری یہاں بھیک مانگیں گے اور عمر بن عبدالعزیزؒ کی اولاد ایک ایک مجلس میں سو سو گھوڑے اللہ تعالیٰ کے نام پر خیرات کیا کرتے تھے۔

ہم پہلے مسلمان ہیں:

ہم تاجر بعد میں ہیں، مسلمان پہلے ہیں، ہم افسر بعد میں ہیں، مسلمان پہلے ہیں، بچوں کے باپ بعد میں ہیں، مسلمان پہلے ہیں، بیوی کے خاوند بعد میں ہیں، مسلمان پہلے ہیں، کسی کے بچوں کی ماں، وہ عورت، بعد میں ہے، مسلمان پہلے ہے، کسی کی بیوی بعد میں ہے، مسلمان پہلے ہے۔

اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہوئے سب کچھ قربان کرنے کا حکم ہے، یہ نہیں کہ اپنی خواہشات پر حکم قربان کرو۔ ہمیں یہ حکم ہے کہ میرے حکم پر اپنی خواہش کو قربان کرو۔

ہمارے بازار قوم شعیب والے نہ بنیں، وہ تو مذاق اڑانے لگے۔

کاروبار کیسے ہوگا؟

بچوں کو کہاں سے کھلائیں گے؟

پھر بھوکے مر جائیں؟

دیانت داری سے کمائیں تو روٹی کہاں سے کھائیں؟

یہی شعیب علیہ السلام کی قوم کا جواب تھا، پھر کہاں سے کھائیں؟

پھر کہاں سے کمائیں؟

تو چپ کر کے اپنے نفل پڑھا کر، اپنا اللہ اللہ کیا کر، ہمارے کاروبار میں دخل نہ دیا کر۔ جیسے ہم نے آج اسلام کو کہا ہوا ہے۔

مسجد میں آئیں گے۔

تجھے سلام کریں گے۔

نماز پڑھیں گے۔

جمعہ پڑھیں گے، پر تو ہمارے بازار میں نہ آنا۔

کہیں تو ہمیں جھوٹ سے نہ روک دے۔

بددیانتی سے روک دے۔

سود سے روک دے۔

خیانت سے روک دے۔

پھر تو ہماری تجارت ہی ٹھپ ہو جائے گی، تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر تین عذاب مارے۔ پہلی کافر قومیں جو تھیں ان پر ایک ایک عذاب آیا تھا۔ یہ کافر کے ساتھ ساتھ بددیانت بھی تھے۔ لوگوں کا حق بھی لوٹتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر تین عذاب مارے۔

ا۔	اخذتهم الرضفة	زلزلہ
۲۔	اخذ الدين ظلموا الصيحة	چیخ
۳۔	اخذهم عذاب يوم الظلة	انگاروں کی بارش

ہماری جماعت شعیب علیہ السلام کی قوم کے علاقے میں گئی تھی۔ وہ اتنا ٹھنڈا علاقہ ہے کہ جب ہم وہاں سے گزرے تو وہاں تقریباً تین تین فٹ برف پڑی ہوئی تھی۔ ایسا ٹھنڈا علاقہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ایک گرم ہوا بھیجی، وہ جھلس گئے، تڑپ گئے، آبلے پڑ گئے، تو اس کے بعد ایک دم ہوا ٹھنڈی ہوئی تو سارے بھاگ کے باہر آ گئے کہ شکر ہے ٹھنڈی ہوا آئی، اوپر سے بادل آیا، کہا شکر ہے بادل آیا، اس کے ساتھ ہی زمین میں زلزلہ آنا شروع ہوا اور اس کے اوپر فرشتے کی چیخ آئی اور اوپر وہ کالا بادل ایک دم سرخ ہو گیا، پھر اس میں سے ایک دم بڑے بڑے انگارے برسے، اور شعیب علیہ السلام کی ساری قوم کو اور مدائن کی منڈی کو اللہ تعالیٰ نے جلا کر راکھ

کر دیا۔

اگر یہ بازار والے توبہ نہیں کریں گے تو مجھے ڈر ہے کہیں ان منڈیوں پر بھی وہ انگارے نہ برس جائیں، جو مدائن کی قوم پر برسے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کسی سے کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔

خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا کہ:

ولیبتین اناس من امتی علی عشر و بطر و لهو ولعب فیصبحو قدمسخو قرده و خنازیر با استحلاهم المحارم و اکلهم الربو و لیسهم الحریر و شربهم الخمور و اتخاذهم القینات و قطعیتهم الرحم۔

ایک زمانہ آئے گا، میری امت عیاش ہو جائے گی، بدمعاش ہو جائے گی، ناچ گانے کی رسیاہ ہو جائے گی، گانا بجانا ان کی گھٹی میں پڑ جائے گا، اور اس حال میں ایک ایسی رات آئے کہ انسان رات کو سوئیں گے، صبح کو اٹھیں گے تو بندر اور خنزیر ہوں گے اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے حرام کو حلال کر دیا ہوگا۔

با استحلاهم المحارم۔

انہوں نے حرام کو حلال کر دیا ہوگا۔

و اکلهم الربوا۔

اور سود ڈٹ کر کھاتے ہوں گے۔

و لبس هم الحریر۔

اور مرد ریشم پہنیں گے۔

سونے کی انگوٹھیاں، سونے کی چینیں، نوجوانوں نے گلے میں لٹکائی ہوئی ہیں، سونے کی چین، سونے کی انگوٹی، یہ کون سی لذت ہے، اس انگوٹھی کو پہننے میں، جو اللہ تعالیٰ کو بھی للکارا ہوا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی للکارا ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا:

" کاش میری امت کے نوجوان ریشم اور سونا استعمال نہ کریں

یا لیت امتی لم تلبس الذھب۔

کاش میری امت سونے کا استعمال مت کرے۔

دیکھو کتنے نوجوان ہیں جو ایسے شوق میں ہیں، ان کو پتہ ہی نہیں کہ یہ اتنا بڑا حرام ہے۔ جن کو کچھ نہیں پتہ ہے، نہ تو اللہ تعالیٰ کا پتہ ہے، نہ روکنے والے کا پتہ ہے، نہ اس کی سزا کا پتہ ہے۔ لہٰذا گاڑی چل رہی ہے تو یہ عذاب کس پر ہوگا؟

حرام کو حلال کر دیں گے۔

سود کو کھائیں گے۔

ریشم کو پہنیں گے۔

سونا پہنیں گے۔

شراب پئیں گے۔

گانے بجانے میں مست ہو جائیں گے۔

رشتے ناطوں کا لحاظ ختم ہو جائے گا۔

ماں باپ کی تمیز ختم ہو جائے گی۔

بہن بھائی کی تمیز ختم ہو جائے گی۔

بڑے چھوٹے کا وقار ختم ہو جائے گا۔

جب یہ ہوگا تو یہ بھی ہوگا کہ یہ بندر اور خنزیر بنا دئے جائیں۔

یہ تو قرآن کہہ رہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تڑپنا

وہ اللہ کا رسول ﷺ جو ساری امت کے لئے روتا روتا دنیا سے اٹھ گیا اور ایسا رویا کہ کوئی نبی نہ رویا، ایسا تڑپا کہ کوئی نبی نہ تڑپا کہ اللہ تعالیٰ کو ہزاروں دفعہ تسلیاں دینے کے لئے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجنا پڑا، قرآن بھیجنا پڑا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا کیوں

روتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے وہ آیتیں جمع کی تھیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو تسلی دی ہیں، وہ اتنی بن گئیں کہ میرے لئے ان کو لکھنا مشکل ہوگیا۔ سو سے زائد آیات بنتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ تسلی دے رہا ہے۔

لعلك باخع نفسلك الا يكونو مؤمنين لعلك باخع نفسلك على اثارهم الم يومنوا بهذا الحديث اسفا فلا تذهب نفسلك عليهم حسرت ما انت عليهم يوكيل لست عليهم بمصيطر ما انت عليهم بحجبار من كفر فلا يحزنك كفره۔

میرے بھائیو! اللہ کا رسول ﷺ قیامت کے دن جب ہماری نافرمانیوں کو دیکھے گا تو کہے گا۔

يا رب ان قوم اتخذو هذا القرآن مهجورا۔

ائے میرے مولا! یہی ہے میری وہ امت جس نے میرے قرآن کو چھوڑ دیا۔

قرآن نے پکارا

میرے قرآن نے پکارا، مسجد آؤ، انہوں نے مسجد کی راہیں چھوڑ دیں۔ مجھے بتاؤ یہ اتنا مجمع کہاں سے آگیا ہے؟ اس میں سے ایک تہائی باہر سے آیا ہوگا، یہ دو تہائی تو سارا گلستان کالونی کا ہے۔

ان کے قدم باقی پانچ نمازوں میں کیوں نہیں اٹھتے؟

یہ کہاں چلے جاتے ہیں؟

کیا یہ اللہ تعالیٰ کی دھرتی پر آٹھ دن نہیں رہتے؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اللہ تعالیٰ کا رزق کھاتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن پانی پیتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ٹنوں ٹن ہوا اپنے اندر لے جاتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے نور سے دیکھتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اپنے کانوں سے سنتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اپنے جسم کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن سورج کی روشنی سے نفع اٹھاتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن تاروں کی جھلملاہٹ سے نفع اٹھاتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں؟

اس پتھر دل کو کیا ہوا ہے؟

کیوں نہیں اس کے دروازے پر دستک پہنچتی ؟

یہ کیوں ویران ہو گیا؟

ایسے تو پتھر بھی سخت نہیں ہوتا۔

تم کیسے انسان ہو:

عطا اللہ شاہ بخاریؒ کہا کرتے تھے:

"اے ہندوستان والو! میں نے تمہیں اتنا قرآن سنایا کہ میں صرصر کو سناتا تو صبا بن جاتی۔ میں پتھروں کو سناتا تو موم ہو جاتے۔ میں دریاؤں کو سناتا تو طوفان تھم جاتے اور میں موجوں کو سناتا تو ان کی طغیانی رک جاتی"۔

پتہ نہیں تم کس چیز سے بنے ہو؟

کس خمیر سے بنے ہو؟

تمہارے سینوں میں دل نہیں ہیں، پتھر ہیں اور پتھر سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے؟

مناشد قسوہ من الحجارۃ۔

پتھر بھی اللہ کی ہیبت سے لرزتا ہے۔

کانپتا ہے پر تم کون سے انسان ہو۔ کیسے سینوں میں دل لئے پھرتے ہو کہ پانچ دفعہ اتنا بڑا بادشاہ تمہیں پکارے تو تم اس کی پکار پر نہیں آتے۔

حیّ علی الصلوٰۃ۔

آؤ نماز کی طرف۔

ایک تھانیدار پکارے گلستان کالونی کا، کہ تمہارا سمن ہے آجاؤ۔ تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتے ہو، ڈی۔سی پکارے تو کام چھوڑ کے بھاگتے ہو۔ اور تمہارا، زمین آسمان کا بادشاہ تمہیں دن میں پانچ دفعہ پکارے اور کانوں پر جوں نہ رینگے، آٹھویں دن مسجد کو آرہے ہو۔

کیا آٹھویں دن کھانا کھایا ہے؟

کیا آج ہی پانی پیا ہے؟

کیا آج ہی چائے پی ہے؟

یہ ایسی جفا اپنے آپ سے کرتے۔

شیطان سے کرتے۔

ملک و مال سے کرتے۔

اپنی دکانوں سے کرتے۔

یہ بے وفائی اللہ تعالیٰ سے کیوں کی ہوئی ہے؟

نماز چھوڑنا سب سے بڑا جرم ہے

جس مسجد پر سجدہ نہ ادا ہو، اس سے بڑا بھی کوئی جرم ہے؟

زنا کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں، نماز چھوڑ دینا زنا سے بڑا جرم ہے۔

رشوت کھانے کو گناہ سمجھتے ہیں، نماز کا چھوڑ دینا رشوت کھانے سے بڑا جرم ہے۔

قتل کر دینا بڑا گناہ سمجھتے ہیں، نماز کا چھوڑ دیان قتل سے بڑا جرم ہے۔ سجدے ہی کا انکار کیا تھا شیطان نے۔

شیطان نے کوئی زنا کیا تھا؟

کوئی قتل کیا تھا؟

کوئی شراب پی تھی؟

کوئی جواء کھیلا تھا؟

کیا کیا تھا؟

کوئی شرک کیا تھا؟

شیطان سجدے کا انکاری ہوا۔ایک سجدے کا انکار کر کے وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا،اس مسلمان کو ہوش نہیں ہے جو روزانہ دن میں پانچ دفعہ بیسوں سجدوں کا انکار کیئے بیٹھا ہوا ہے۔اور پھر آرام سے روٹی کھا تا جا رہا ہے۔

آرام سے چائے پی رہا ہے۔

آرام سے قہقہے لگا رہا ہے۔

آرام سے اخبار پڑھتا ہے۔

آرام سے بیوی کے پہلو میں لیٹتا ہے۔

ایک سجدے کا انکاری ہو کر شیطان ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔

جس نے فجر کے سجدوں کا انکار کیا۔

پھر ظہر کے سجدوں کا مذاق اڑایا۔

پھر عصر کا مذاق اڑایا۔

پھر مغرب اور عشاء کا مذاق اڑایا۔

گھر میں نماز پڑھنا بھی چلو نہ پڑھنے سے تو بہتر ہے، پر یہ بھی نماز کا مذاق ہی ہے اور آٹھویں دن سر پر ٹوپی رکھ کے آیا، آٹھ دن جس نے اتنے سجدوں کا انکار کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے مردود نہ کر دے۔

تو کیا ہوگا اس دن، جن بچوں کی خاطر یا جس نفس کی خاطر اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی کہ اٹھا نہیں جاتا، آیا نہیں جاتا، گرمی بڑی ہے، سردی بڑی ہے، اندھیرا بہت ہے۔

کیا قبر کے اندھیرے یاد نہیں ہیں؟

کیا قبر کی گرمی یاد نہیں ہے؟

کیا جہنم کی آگ بھول گئے؟

کیا جہنم کے عذاب بھول گئے؟

کیا جنت کی نعمتیں بھول گئے؟

وہ اللہ کا کلام بھول گئے؟

وہ اللہ کا دیدار بھول گئے؟

وہ اللہ سے ملاقات بھول گئے؟

وہ محبوبِ خداﷺ کی محفل بھول گئے؟

یہ کیسا اسلام ہے؟

یہ کیسا اسلام ہے؟ یہ کیسے پتھر دل ہیں جو کمانے میں تو ایسے مست ہوئے کہ ہوش نہیں اور جب اللہ بلائے تو ایسے غافل ہو جائیں، نہ بوڑھے کو اور نہ جوان کو ہوش آئے، نہ کسی عورت کو ہوش آئے نہ کسی مرد کو ہوش آئے اور نہ بازار بند ہوں۔

میرے بھائیو! حکومت سے پیسہ بچانے کے لئے ہڑتالیں کیں، بیس بیس دن بازار نہ کھولے، نماز کے لئے اگر دکانیں بند کرتے تو آج اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ظلم سے باہر نکال دیتا۔

کوئی ظالم نہ آپ کے مال پر ہاتھ ڈالتا۔

نہ آپ کی عزت و آبرو پر ہاتھ ڈالتا۔

دن دیہاڑے ڈاکے پڑئے، کیوں پڑے کہ ہم باغی ہوگئے۔

ایسا وفاؤں والا اللہ:

ہم نے اللہ سے بغاوت کر دی، کیا صرف جمعے کے دن اللہ بلاتا ہے؟ یہ جمعے کے دن اتنے کیوں آتے ہیں؟ باقی دنوں میں کیوں نہیں آتے؟ یہ کیسی وفا ہے؟ ایسا وفاؤں والا اللہ کہ:

زمین بولے، اے اللہ! اجازت دے میں گلستان کالونی کو نگل جاؤں۔

سمندر بولیں، اے اللہ! اجازت دے ہم چڑھ جائیں۔

فرشتے بولیں، اے اللہ! اجازت دے ہم انہیں ہلاک کر دیں۔

اور جس کے سجدے کا انکار ہو پڑا، اور آٹھوں دن بازاروں میں جس کی شریعت کا مذاق اڑایا جا رہا، وہ جس کی غیرت خود جوش میں آ رہی، کہ:

یہ میرے بنائے ہوئے، گندے پانی کے بنے ہوئے، نطفے سے بنے ہوئے،

میری غذا کھا کر۔

میرا رزق کھا کر۔

میرے پانیوں سے زندہ۔

میری غذاؤں سے زندہ۔

میری روٹی سے زندہ۔

میرے دئے ہوئے گوشت سے زندہ۔

میرے دئے ہوئے نظام سے زندہ۔

یہ میرے ہی منکر بن گئے،

پندرہ سو کا ملازم آپ کو چائے کی پیالی نہ دے تو آپ کہتے ہیں چل چھٹی کر، ہم کوئی اور رکھ لیں گے۔

اور جس نے اتنا بڑا وجود بخشا۔

آنکھوں میں چراغ جلائے۔

کانوں میں فون لگائے۔

دماغ میں برقی روئیں دوڑائیں۔

دل کو دھڑکایا۔

سارے بدن کو خون پہنچانے کا نظام چلایا۔

پھیپھڑوں میں فیکٹریاں چلائیں۔

رگوں میں خون پہنچایا۔

ہڈیوں کو غذا پہنچائی۔

زبان کو بولنے کی طاقت دی۔

دانتوں کو کاٹنے کی طاقت دی۔

دو نالیاں لگائیں۔

سانس کی الگ کر دیں اور معدے کی الگ کر دیں اور وہاں پر پردہ لگایا، جو غذا منہ میں جائے تو معدہ کھل جائے، اور پھیپھڑے کی طرف جانے والی نالی رک جائے، وہ دونوں نالیاں ساتھ ساتھ ہیں اور وہ اللہ اتنی طاقت والا ہے کہ سانس کی نالی بند

کرئے اور معدے کی نالی کا منہ کھولے، اور غذا کو منہ میں سے گزار کر معدے میں پہنچائے، پھر ایک زبردست طاقتور نظام چلائے، اس کو توڑ کر آنتوں میں پہنچائے۔

پھر کروڑوں قسم کی فیکٹریوں کو حرکت دے اور اس میں سے خود کو کھینچے، غذاؤں کو کھینچے، پھیپھڑوں کو غذا، خون کو غذا، خون خود غذا لے کے چل رہا، آنتوں کو غذا، دماغ کو غذا، ہڈیوں کو غذا، ناخن کو غذا، ایک ناخن کھینچ لے تو ہم کیا کریں؟ کیا میرے مولا کا نظام ہے!

تھوڑا سا ناخن کٹ جائے تو سارا دن سی سی کرتا ہے، سارا دن ہوئے ہوئے کرتا ہے، یہی ناخن میرا رب کھینچ لے تو؟ ہم تو ایک ناخن کا شکرادا نہیں کر سکتے، یہ جوڑ بنا دئے، سیدھا کر دے تو؟ ہم اسی کا شکرادا نہیں کر سکتے۔

میرے بھائیو! یہ سب کچھ کر کے پھر ہم اللہ تعالیٰ سے باغی ہو جائیں، ہے کوئی عقل والی بات؟ ہے کوئی سوچ بچار کی بات کہ پندرہ

سو روپے دئے اور اس نے چائے کی پیالی نہ دی تو نکال دیا، اس نے گاہک کو ڈیل نہیں کیا تو نکال دیا۔ اور یہ وجود کہاں سے خرید کے لائے؟ یہ زمین کس نے بچھا کے دی؟

وَلْاَرْضَ وَ ضَعَهَا لِلْاَ نَامَ۔

ائے میرے بندو! میں نے ہی تو تمہیں بنا کے دی۔

فاکھۃ دیکھو میں نے ہی تمہارے لئے پھل نکالا۔

والحب ذو العصف و الریحان۔

میں نے ہی تمہارے لئے غلہ بھی بنایا اور بھوسا بھی بنایا۔

فبای الاء ربکما تکذبن۔

میری نعمتوں کو کیوں جھٹلاتے ہو؟

کیوں میرے باغی بنتے ہو؟

کس کس چیز کا انکار کرتے ہو؟

دیکھتے نہیں ہو:

رب المشرق و المغرب رب المشرقین و المغربین۔

میں تمہارے مشرق کا بھی رب ہوں، مغرب کا بھی رب ہوں، شمال کا بھی رب ہوں، جنوب کا بھی رب ہوں۔

فبای الاء ربکما تکذبن۔

پھر بھی تم میرے باغی ہوگئے؟ پھر بھی میری نعمتوں کو جھٹلاتے ہو؟

خلق الانسان من صلصال کا الفخار و خلق الجان من مارج من النار۔

تمہیں مٹی سے بنایا، جن کو آگ سے بنایا۔

فبای الاء ربکما تکذبن۔

مجھے کیوں جھٹلاتے ہو، کیوں میری نعمتوں کا انکار کرتے ہو؟

تمہیں پتا نہیں ہے؟ میں نے دو پانی چلائے، ایک کڑوا، ایک میٹھا۔

بینھما برزخ۔

ان میں ایک پردہ لگایا۔

لا یبغان تا کہ کڑوا پانی میٹھے میں نہ چلا جائے، اگر میں پردہ ہٹا لوں تو کڑوا میٹھے میں چلا جائے۔ پھر نہ تمہیں دریا کا پانی میٹھا ملے نہ زمین کا پانی میٹھا ملے۔

فبای الاء ربکما تکذبن۔

تم دیکھتے نہیں ہو، تمہاری کشتیاں میرے اتنے بڑے سمندر میں آرام سے کراچی سے لے کر نیویارک تک چلی جاتی ہیں اور میں طوفانوں کو روکتا ہوں، موجوں کو لگام دیتا ہوں، پانی کو تھام کے رکھتا ہوں کہ تمہارے تنکوں جیسے جہاز میرے ایسے ہیبت اور خوفناک سمندروں پر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک چلے جاتے ہیں۔

فبای الاء ربکما تکذبن۔

تمہیں پتہ نہیں ہے تم سب مرجاؤ گے اور تمہارا رب ہمیشہ باقی رہے گا۔

فبای الاء ربکما تکذبن۔

تمہیں پتہ نہیں ہے کہ ہر روز اس کی شان جدا ہے۔ کل یوم ھو فی الشان () فبای الاء ربکما تکذبن () نہیں سنتے ہو؟

سنفرغ لکم ایھا الثقلن۔

پھر سن لو! عنقریب تمہارے لئے حساب کتاب کا نظام چلانے والا ہوں اور عنقریب تمہارے لئے فارغ ہونے والا ہوں۔

فبای الاء ربکما تکذبن۔

کیوں جھٹلاتے ہو؟ کیوں باغی بنتے ہو؟

اے انسان! ہوش میں آ۔ اے جنات ہوش میں آؤ۔ تمہیں اپنے رب کے نظام کا پتہ نہیں ہے؟ کہ اس نے جہنم کو بنایا ہوا ہے اور وہ دن تمہیں یاد نہیں ہے کہ آسمان:

وردۃ کالدھان۔ اور یُرسل علیکما شواظ من النار و نحامر فلا تنصران۔

تمہیں آگ کی مار، تمہیں پانیوں کی مار، تمہیں جہنم کی مار، کوئی تمہیں بچا سکتا ہے؟

فبای الاء ربکما تکذبن۔

تمہیں پتہ نہیں ہے کہ اس دن مجرمین پہچانے جائیں گے۔

ان کے چہرے کالے ہوں گے۔

آنکھیں گہری ہوں گی۔

ہاتھ پاؤں بندھے ہوں گے۔

پاؤں جکڑے ہوں گے۔

گردن میں طوق ہوں گے۔

فبای الاء ربکما تکذبن۔

تمہیں پتہ نہیں ہے کہ میری دوزخ بھڑک رہی ہے اور لپک رہی ہے اور جھپٹ رہی ہے اور پکار رہی ہے۔

ھل من مزید، ھل من مزید۔

اے اللہ اور لے آ، یا اللہ اور لے آ۔

فبای الاء ربکما تکذبن۔

تمہیں کیا ہو گیا؟

تم کیوں میرے باغی ہو گئے؟ تم کیوں جھٹلاتے ہو ؟ یہ بھی سن لو!

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٰنِ۔

اگر تم مجھ سے ڈر گئے تو تمہارے لئے بڑی عالیشان جنتیں ہیں۔

فبای الاء ربکما تکذبن () ذاتا افنان () فبای الاء ربکما تکذبن () فیھما من کل فاکھة زوجن () فبای الاء ربکما تکذبن () فیھما عینین تجریان () متکیئن علی فرش بطانھا من استبرق () و جنا الجنتین دان () فیھن قصرات الطرف () لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان () کانھن الیاقوت و المرجان () ھل جزاء الا احسان () فبای الاء ربکما تکذبن ()

کس رب سے تم بغاوت کر رہے ہو؟

کس رب سے تم بغاوت کر رہے ہو؟

جس نے تمہارے لئے ایسا گلستان تیار کیا ہے، یہ بھی کوئی گلستان ہے کہ سارا دن مٹی ہی مٹی،

خاک ہی خاک،

دھول ہی دھول،

گرمی ہی گرمی،

آؤ میرا گلستان دیکھو:

جس میں سائے لمبے،

پانی بہتے ہوئے،

سائے پھیلے ہوئے،

درخت پھیلے ہوئے،

پھل بھرے ہوئے،

خوشے جھکے ہوئے،

پھل پکے ہوئے اور لٹکے ہوئے،

پرندے اڑتے ہوئے،

پانی اٹھتا ہوا،

پانی بہتا ہوا،

حوریں سجی ہوئی،

غلامان کھڑے ہوئے،

تمہارا رب تمہاری خدمت کے لئے اور تمہیں کھلانے کے لئے،

اپنے دروازے کھولے ہوئے،

دربار لگائے ہوئے،

نبیوں کا ساتھ،

فرشتوں کا ساتھ،

غلاموں کا سلام،

اور فرش بچھے ہوئے،

قالین لگے ہوئے،

اور گاؤ تکیے لگے ہوئے،

جہاں جوانی ہمیشہ، زندگی ہمیشہ، محبت ہمیشہ،

زندگی کو زوال نہیں،

جوانی کو زوال نہیں،
حکومت کو زوال نہیں،
ہر طاقت ابدل آباد کی،
وہ ذرا دیکھو تو سہی۔

کہ کیسے جنت کا سایہ دار درخت ہے اور اس کے نیچے تخت ہے اور اوپر خوشے پکے ہوئے ہیں اور اوپر تو بیٹھا ہوا ہے، تیرے ساتھ جنت کی خوبصورت بیویاں، تیری دنیا کی مومن بیویاں، جو جنت کی عورتوں سے بھی ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورتہیں، وہ تیرے دائیں بائیں ہیں تو نیچے دیکھتا ہے تو جنت کی نہریں چلتی ہیں، اوپر دیکھتا ہے تو پھل جھکے ہوئے ہیں، پکے ہوئے ہیں۔ فبای الاء ربکما تکذبن ۔۔اب میں کیا کیا کہوں، میرے بندے تمہیں کیا کیا بتاؤں اور میری کس کس بات کا تم انکار کرو گے؟

آخر کچھ شرم وحیا چاہئے، آخر کچھ غیرت چاہئے۔
میرے بھائیو! اپنے اللہ کو راضی کریں،
جن دکانوں کے پیچھے نمازیں چھوٹ گئیں،
جن دکانوں کے پیچھے سچ کو طلاق ہوگئی،
جن دکانوں کے پیچھے دیانت چلی گئی،
خیانت آ گئی، بددیانتی آ گئی،
اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بددیانت سے کہے گا:
وہ تونے جو امانت کھائی، لے کے آ،
کہے گا یا اللہ کہاں سے لاؤں؟
وہ تو دنیا میں رہ گئی،
اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:
جہنم میں پڑی ہوئی ہے،
اب وہ جہنم میں کیسے جائے؟

تو فرشتے ماریں گے، کہیں گے چل۔ وہ اس کو لے کے چلیں گے اور چلتے چلتے دوزخ کا سب سے خطرناک حصہ 'ہاویہ'، وہاں اس کو لے کے جائیں گے جہاں منافق رہتے ہیں، ایمان ہونے کے باوجود امانت کو کھانے والے لوگ ہاویہ میں چلے جائیں گے،

جو منافقین کی آگ ہے۔ وہاں دیکھے گا کہ وہ جو مال دنیا میں دبایا تھا وہ وہاں پڑا ہو گا۔

کہے گا، اچھا یہاں پڑا ہے، اتنے میں وہ تباہ ہو جائے گا۔ اس کو اٹھائے گا، کندھے پر رکھے گا پھر اوپر چڑھنا شروع کرے گا، جب دوزخ کے کنارے پر آ جائے گا تو وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا اور پھر ہاویہ میں جا گرے گا۔ اس کو فرشتے مار کر پھر کہیں گے جا واپس لے کے آ، پھر یہ واپس جائے گا پھر اسے اٹھائے گا پھر کندھے پر لے کے چڑھے گا جب کنارے پر آئے گا تو پھر اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا، اس کو پھر فرشتے مار کے نیچے گرا دیں گے، جا لے کے آ، اب یہ کبھی اس میں سے نہیں نکل سکتا۔

اس کمائی سے توبہ کریں۔ یہ کمانا جہنم میں لے جائے گا اور ادھر دوسری سنو:

سیعلمون الیوم من اصحاب الکرم۔

ایک فرشتہ اعلان کرے گا، آج پتہ چلے گا عزت والے کون ہیں؟

تتجا فا جنوبھم عن المضاجع۔

کہاں ہیں راتوں کو اٹھ کے نمازیں پڑھنے والے؟

نماز کی غفلت:

ارے میرے بھائیو! یہ نماز کی غفلت بہت بڑی ہلاکت ہے، میں کیسے سمجھاؤں؟ میں تو جب بھی جمعہ پڑھاتا ہوں میں یہ مضمون ضرور بیان کرتا ہوں، مجھے یہ مجمع نظر آتا ہے تو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے کہ آٹھویں دن آتے ہیں اور باقی دن کہاں ہوا کرتے ہیں؟

یہ کیوں نہیں سمجھتے، کیا ہو گیا؟

ان کے کانوں میں ڈاٹ لگ گیا؟

یا دل کے اوپر کوئی پردہ آ گیا،

میں کوئی عربی میں بات کرتا ہوں جو سمجھ میں نہیں آتی،

یا میں کوئی چندے کا مطالبہ کر رہا ہوں،

یا اپنی شخصیت کی دعوت دے رہا ہوں۔

سب سے پہلا اعلان ہوگا آج نماز عزت دلائے گی، آج پتہ چلے گا عزت والے کون ہیں؟

کہاں ہیں راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھنے والے؟ اور اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرنے والے؟ صرف نماز نہیں زکوٰۃ بھی دینی پڑے گی، پیسہ ہے زکوٰۃ نہیں دے رہے، پیسہ ہے اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ نہیں کر رہے۔

بھائیو! اللہ کے واسطے اللہ کے نام پر خرچ کرنا سیکھیں، اپنے آپ کو سادگی پر لائیں اور اللہ تعالیٰ کے نام پر لٹانا سیکھیں، اللہ تعالیٰ آپ کی نسل کو واپس کرے گا، صرف آپ کو ہی نہیں بلکہ آپ کی نسلوں کو واپس کرے گا۔

آپ اللہ تعالیٰ کو قرضہ دے رہے ہیں، کسی ایرے غیرے کو قرضہ نہیں دے رہے، یہاں مسجدوں والے چندے مانگ رہے ہیں، بھائی مسجد کو چندہ دو، مدرسوں والے چندہ مانگ رہے ہیں، بھائی مدرسوں کو چندہ دو، یہ تو مسلمان کی غیرت کے خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں مسجد کے لئے چندہ مانگا جائے، اور کہیں صندوقچیاں پھیلا رہے ہیں، کہیں جھولیاں پھیلا رہے ہیں، ایسی مجھے شرم آتی ہے، یہ کرنے والوں پر بھی میں کیا کہوں ان کی عقلوں پر بھی پردہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں مخلوق کے سامنے جھولی پھیلاتے ہیں اور پھر ان مسلمانوں ان مسلمانوں کی آنکھوں پر بھی پردہ ہے کہ ان کو غیرت نہیں آتی کہ مسجد کے لئے جھولی پھیلائی جارہی ہو اور یہ گھر میں اچھا کھاتے پیتے ہوں اور مسجد کے لئے جھولی پھیلائی جائے اور مسجد کے لئے صندوق رکھے جائیں اور ہر نماز کے بعد مدرسے کے لئے لوگ چندہ مانگ رہے ہوں۔ یہ ایمان کی غیرت کے خلاف ہے، مسلمان کی سخاوت کے خلاف ہے کہ اس طرح مسجد کے لئے جھولیاں پھیلائیں اور مسجد کے لئے صندوق پھریں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے نام پر بے دھڑک لگائیں۔

و اقیمو الصلوٰۃ و اٰ تو الزکوٰۃ۔

٦٧ دفعہ یہ حکم ملا ہے، اور ہر دفعہ زکوٰۃ کے ساتھ نماز کا حکم ہے، نماز پڑھنے والے زیادہ ہیں نسبتاً زکوٰۃ دینے والے تھوڑے ہیں، کیونکہ پیسہ جاتے ہوئے جان جاتی ہے، ہمیں نہ دیں اپنے غریب رشتہ داروں کو تلاش کر کے دیں۔

آج جو صحیح دیانت دار تنخواہ دار ہے وہ بھی مستحقِ زکوٰۃ ہے اگر وہ دیانت دار ہے تو، اگر وہ کسی سے رشوت نہیں لیتا تو، آج کا ایس

پی بھی مستحقِ زکوٰۃ ہے۔ میرا ایک دوست ہے ایس پی، کہنے لگا میں زکوٰۃ کا مستحق ہوں حالانکہ میں ملتان کا ایس پی ہوں، پندرہ دن میرے گھر میں سالن پکتا ہے اور کبھی نہیں پکتا۔ اپنے اوپر صرف خرچ کرنا، بچے کو کھلونے کی خواہش ہو تو ایک ہزار روپے کے صرف کھلونے لے کے دے دئے، یہ کیا ظلم ہے کہ ہزار روپے کے کھلونے بچے کو لے کے دے دئے، کیا اللہ تعالیٰ پوچھے گا نہیں کہ اس ہزار روپے سے کسی غریب کے گھر کا دیا جل سکتا تھا اور کسی غریب کا ایک ہفتہ گزر سکتا تھا۔ تیرے کسی مسکین رشتے دار کے گھر میں بھی کچھ سالن پک سکتا تھا۔

رزق دیا تو اس کا ہوش نہیں کہ اس کا حق ادا کریں، جان دی تو اس کا ہوش نہیں کہ اس کا حق ادا کریں، سجدہ جان کا حق ہے اور زکوٰۃ اور صدقات مال کا حق ہیں۔ میں کب اپنے لئے مانگ رہا ہوں، میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے غریب رشتہ داروں کو دیں ان کی تلاش کریں۔ اپنی بیویوں سے پوچھو، سونے کی زکوٰۃ دی ہے؟ نہ دی تو خود پکڑی جائے گی تیرا زیور تیرے لئے گنجا سانپ بن کے تیری زبان کو ڈسے گا، اس نے کہا کہ میں نے تو بچیوں کے لئے سنبھال کے رکھ ہے، اس کی زکوٰۃ دہ تو پھر ٹھیک ہے، نہیں تو یہ مال پکڑوا دے گا۔ قیامت کے دن نماز نہیں چھڑوا سکتی اگر زکوٰۃ نہیں دی، اور زکوٰۃ نہیں چھڑا سکتی اگر نماز نہیں پڑھی، پچاس لاکھ کی مسجد بنا دی، اگر خود نمازی نہیں تو یہ مسجد بنانا اسے جہنم سے نہیں بچا سکتا۔

میرے بھائیو! اپنی جان کا بھی صحیح استعمال کریں اور اپنے مال کا بھی صحیح استعمال کریں۔ ہم ایسے اندھے نہیں ہیں کہ جو بچے نے چاہا لا کے دے دیا، جو بیگم نے مانگا اٹھا کے دے دیا نہیں ہم پہلے دیکھیں گے۔

حضرت عثمانؓ کے پاس ایک سائل آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے آیا تھا، آپؐ نے کہا عثمانؓ کے پاس چلے جاؤ، عثمانؓ سے مانگنے گیا، وہ بیوی سے لڑ رہے تھے، کس بات پر؟ یوں کہہ رہے تھے، اللہ کی بندی! رات تو نے چراغ میں بتی موٹی ڈال دی، وہ بتی ڈالتے تھے روئی کی، تو تیل زیادہ جل گیا۔ تو یہ سائل کہنے لگا یہ کس کنجوس کے پاس بھیج دیا، جو بیوی سے لڑ رہا ہو کہ بتی موٹی کیوں ڈالی ہے، تو یہ مجھے دے گا، مجھے تو دمڑی بھی نہیں دے گا۔

جب ان کو باہر بلایا اور خیرات مانگی، کہا وہاں سے آیا ہوں، تو اندر گئے اور ایک تھیلی اٹھائی، نہ پوچھا کہ کتنے چاہئے نہ پوچھا کون ہو؟

تین ہزار درہم اٹھا کے دے دئے۔ وہ حیران ہو کے کہنے لگا۔ یار ایک بات تو بتاؤ۔ کہا کیا؟ کہا یہ مجھے تو تو نے اتنے دے دئے کہ میری

اگلی نسل کو بھی کافی ہیں اور خود اپنی بیوی سے لڑ رہا تھا کہ بتی موٹی کیوں کر دی۔ کہنے لگے وہ اپنی ذات پر خرچ کر رہا تھا، وہ پھونک پھونک کر کرنا ہے، یہ اللہ کو دے رہا ہوں جتنا مرضی دے دوں۔ یہ تجھے تھوڑا ہی دے رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کو دے رہا ہوں۔

تو اپنی جان کو بھی اللہ پر لگائیں اور اپنے مال کو بھی اللہ پر لگائیں۔ اپنی کمائیوں کو حلال پر لائیں، اپنی اولاد کو اور بیویوں کو سمجھا دیں کہ ہم تمہاری خاطر دوزخ میں نہیں جا سکتے۔ ہم اس پر توبہ کریں اور مسجد کی یہ آبادی ہر وقت ہونی چاہئے، چلو جو کوئی جہاں سے بھی آیا ہے وہ مسجد کا عادی بنے۔

۱۹۹۱ء میں اردن میں ہماری جماعت گئی ہم اسرائیل کے بارڈر پر چلے گئے، آمد و رفت، بات چیت ہوتی رہتی ہے، چونکہ کچھ عرب اِدھر رہتے ہیں کچھ عرب اُدھر رہتے ہیں، رشتہ داریاں ہیں، تو کسی نے کہا، یہ یہودی ہم سے پوچھتے ہیں، تمہاری فجر میں نمازی کتنے ہوتے ہیں اور تمہارے جمعے میں نمازی کتنے ہوتے ہیں۔

ہم نے پوچھا یہ تحقیق کیوں کرتے ہو؟

انہوں نے کہا، ہماری کتابوں میں یہ ہے کہ جب فجر کی نماز کے نمازی اور جمعے کی نماز کے نمازیوں کی تعداد برابر ہو جائے گی تو یہودی دنیا سے مٹ جائیں گے۔

اب یہاں فجر ڈیڑھ صف ہوتی ہے اور جمعے میں باہر بھی صفیں بنی پڑی ہیں۔ چلو میں کہتا ہوں مان لیا ۱/۳ طبقہ باہر سے آیا ہے، یہ ۲/۳ تو یہیں سے اٹھ کر آیا ہے، یہ ہر نماز میں کیوں نہیں آتا؟

میرے بھائیو! اپنے حال پر رحم کریں، اللہ کے واسطے میری پکار کو سنیں، میں آپ کو کوئی فلسفہ نہیں سمجھا رہا۔ میں ہر جمعے

جب بھی آتا ہوں، یہی مضمون بیان کرتا ہوں۔ میں روزانہ آپ کو نیا بیان سنا سکتا ہوں، تین سو ساٹھ دن ہیں، میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین سو ساٹھ دن میں آپ کو تین سو ساٹھ نئے بیان سنا سکتا ہوں۔ یہ میں یہاں بیان کرنے نہیں بیٹھتا اپنا دکھڑا، میں روتا ہوں کہ

پوری گلستان کالونی جہنم کی طرف جائے اور میری ہائے نہ نکلے تو میں ڈوب کے مرجاؤں، جلتا کتا ہم نہیں دیکھ سکتے اس پر ہمارے آنسو نکل پڑیں، چوہے کو ہم جلتا نہیں دیکھ سکتے اور میں اتنی شکلوں کو جہنم میں جاتا دیکھوں۔

جس نے آج فجر نہیں پڑھی اس نے اپنے آپ پر جہنم کو واجب کرلیا، جواب آئندہ عصر نہیں پڑھے گا اس پر جہنم واجب ہوگئی، پھر میں کیا مضمون بیان کروں؟ کیا فلسفے بیان کروں؟ اس لئے میرے بھائیو! اپنی ذات پر رحم کریں، اپنے بچوں پر رحم کریں، اپنے گھر والوں پر رحم کریں، مسجد کی دوڑ لگائیں اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ فرمایا کریں تاکہ یہاں بھی جہان بنے اور وہاں بھی جہان بنے۔

کیا زندگی ہے؟ چلتے چلتے سانس نکل جاتا ہے۔ پھر یوں مٹ جاتے ہیں جیسے کبھی دنیا میں آئے ہی نہ تھے، پوتے پوچھتے ہیں ابا دادا کی قبر کہاں ہے؟ ابا کہتا ہے بیٹا یہیں کہیں ہوگی پتہ نہیں کہاں ہے؟

ارے آج تو اگلی نسل دادے کی قبر نہیں دیکھ سکتی، ہم اس دنیا کی خاطر اللہ تعالیٰ کے باغی ہوجائیں اس بے وفا جہاں کی خاطر اللہ تعالیٰ سے بغاوت کرجائیں، جو ایسا مہربان جو ایسا کریم ہے۔

کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہوگا:

میرے بھائیو! اللہ کے واسطے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کریں اور اپنے اللہ کو راضی کریں، یہی میری فریاد ہے، یہی میری پکار ہے۔ میں بھی توبہ کرتا ہوں آپ بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کریں کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف نہ ہوگا۔ اس کو سیکھنے کے لئے ہم کہتے ہیں، تبلیغ میں جاؤ چلہ لگاؤ۔ ہم کوئی کسی کو تبلیغی جماعت کا ممبر نہیں بنا رہے، ہم خود تبلیغ میں جاتے ہیں اوروں کو کہتے ہیں تبلیغ میں نکلو کہ ہماری توبہ پکی ہو، ہمارے اعمال درست ہوں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو۔

اللہ تعالی ہم سب کو عمل کی توفیق بخشے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

☆☆☆☆☆